
رسالہ غنچہ
بجنور
یوپی
قیمت
سالانہ ممالک غیر سے
چار روپے آٹھ آنے
(عہ)
قیمت
سالانہ تین روپے
ششماہی عہ ۱۲/
فی پرچہ ۵ر
پروپرائٹر محمد مجید حسن بجنور۔ یوپی (انڈیا)



غنچہ ہفتہ وار بجنور
یو۔ پی

ایڈیٹر:- شبیر بیگ (بریلوی)

نمبر ۳۶ | بجنور یوم جمعہ ۲۴ر ستمبر ۱۹۴۳ء مطابق ۲۳ر رمضان المبارک ۱۳۶۲ھ | جلد ۲۲

نبی کریمؐ کے ارشادات

(۱) جب آدمی صبح کو خواب کے بستر سے اٹھتا ہے تو اس کے تمام اعضا اس کی زبان سے کہتے ہیں کہ اے زبان خدا سے خوف کر کیونکہ ہم سب تیرے ساتھ وابستہ ہیں اگر سیدھی رہی تو ہم بھی تیرے ساتھ سیدھے رہیں گے اور اگر توٹیڑھی ہوگی تو ہم میں بھی کجی آجائے گی۔

(۲) کنجوس آدمی جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

(۳) علم اور مال ہر عیب کو چھپا دیتے ہیں اور جہالت اور مفلسی ہر عیب کو نمایاں کر دیتی ہے۔

دماغی ورزش

ایک ماں نے اپنے لڑکے .... کو سو روپیہ دیئے اور کہا کہ بازار میں ایک مینا کی قیمت ...... روپیہ، بیس لالوں کی قیمت ایک روپیہ اور ایک طوطے کی قیمت ایک روپیہ ہے تو سو روپیہ میں یہ چڑیاں ایسی لاؤ کہ ان کی تعداد بھی سو ہو بتلایئے اس لڑکے کو کیا کیا اور کتنی تعداد میں لانی چاہئیں۔

محمد شاہد علی خاں متعلم درجہ نہم شاہجہاپور

پہلے خود سوچئے اس کے بعد صفحہ ۱ پر ملاحظہ فرمایئے۔

اقوالِ زرّیں

۱- جس راز کو تم چھپانا چاہو اس کو کسی سے نہ کہو اگرچہ وہ دوست ہی کیوں نہ ہو۔ (سعدی)

۲- اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور پوشیدہ رکھتا ہے لیکن ہمسایہ نہیں جانتا۔۔۔ اور شور کرتا ہے۔ (سعدی)

۳- تین چیزیں تین چیزوں کے بغیر مضبوط نہیں ہو سکتیں مال بے تجارت، علم بے بحث، ملک بے سیاست۔ (سعدی)

سند باد جہازی

(باب اوّل)

سند باد کا وطن

سنو بچو ایک کہانی خلیفہ ہاروں رشید کے زمانہ میں شہر بغداد میں ایک غریب قلی رہتا تھا۔ بیچارہ بار برداری کرکے اپنا پیٹ پالتا تھا۔ ایک دن بہت تیز گرمی پڑ رہی تھی اور اسے ایک بہت بھاری بوجھ شہر کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک لے جانا تھا۔

چلتے چلتے جب بہت تھک گیا اور فاصلہ پھر بھی کافی رہا تو اس نے ایک گلی میں جاکر اپنے کندھوں پر سے بوجھ کو اتارا اور ایک صاف ستھرے عمدہ مکان کے قریب رکھ کر اس کے پاس بیٹھ گیا۔

وہ اس جگہ رُک کر بہت خوش ہوا، مکان کے اندر سے ایلوے کی لکڑی کی خوشبو آرہی تھی جو مکان کے راستہ پر چھڑکے ہوئے گلاب کے عرق کی خوشبو سے ملکر بہت اچھی معلوم ہو رہی تھی۔

پھر اس کے کانوں میں گانے کی آواز اور ناک میں کھانے کی خوشبو آئی اس نے سوچا کہ شاید مکان میں دعوت ہو رہی ہے۔

وہ اس راستے سے بہت کم آتا جاتا تھا، اسے یہ معلوم نہیں تھا کہ مکان میں کون رہتا ہے۔ اس نے دیکھا کہ مکان کے پھاٹک پر کچھ خادم نہایت قیمتی وردی پہنے ہوئے کھڑے ہیں، وہ ان کے پاس گیا اور مکان کے مالک کا نام پوچھنے لگا۔

ان میں سے ایک بولا، تم بغداد ہی میں رہتے ہو اور یہ نہیں جانتے کہ یہ سند باد جہازی کا مکان ہے جو مشہور سیاح ہیں اور جو تمام دنیا کا چکر کاٹ چکے ہیں؟

قلی سند باد کی دولت کا حال سن چکا تھا مالک مکان کا نام معلوم ہوا تو اسے رشک پیدا ہوا کہ میں جتنا غریب اور بدحال ہوں سند باد اتنا ہی امیر ہے اور اس کی زندگی اتنی آرام سے بسر ہوتی ہے۔ اس نے اپنی نظریں آسمان کی طرف اُٹھائیں اور بلند آواز سے کہنے لگا، اے خدا تونے سند باد کو اتنا خوش حال اور مجھے اتنا غریب اور کنگال کیوں بنایا، میں روزانہ سخت مصیبتیں سہتا ہوں، پھر بھی مجھے مشکل سے اتنی روٹی ملتی ہے کہ اپنا اور اپنے بال بچوں کا پیٹ بھر سکوں مگر سند باد دولت میں کھیلتا ہے اور عیش و عشرت کی زندگی بسر کرتا ہے۔ آخر اس نے ایسا کونسا کام کیا ہے جو اسے تونے اتنا خوشحال بنایا اور میں نے کونسی خطا کی ہے جو مجھے ایسا غریب اور پریشان حال کر رکھا ہے؟

قلی اپنی مصیبت پر اس طرح خدا سے شکایت کر رہا تھا کہ مکان کے اندر سے ایک لڑکا آیا اور

اس نے اس کا ہاتھ پکڑ کر ساتھ چلنے کا حکم دیا اور کہا کہ میرے آقا سندباد تجھ سے کچھ بات کرنا چاہتے ہیں

نوکر اسے ایک بہت بڑے کمرہ میں لے گیا جہاں بہت سے آدمی ایک بڑی سی میز کے چاروں طرف بیٹھے ہوئے تھے اور میز پر طرح طرح کے کھانے چنے ہوئے تھے، میز کے اوپر کے سرے کی طرف ایک بڑی عمر کا سنجیدہ شریف آدمی بیٹھا تھا، اس کی داڑھی سفید تھی اور اس کے پیچھے کئی نوکر اس کے حکم کے منتظر کھڑے تھے۔

یہی بوڑھا شریف آدمی سندباد جہازی تھا۔ اس نے قلی سے کہا میرے قریب آجاؤ اور اسے اپنے داہنے ہاتھ کی طرف میز کے سامنے بٹھا کر خود اس کے سامنے کھانا رکھا اور عمدہ قسم کی شراب پینے کو دی جو میز پر کافی مقدار میں رکھی تھی۔

جب کھانا پینا ختم ہو گیا تو سندباد نے ہندباد سے باتیں شروع کیں، اس کا نام اور پیشہ پوچھا۔

ہندباد نے کہا میرا نام ہندباد ہے اور ایک غریب آدمی ہوں، بوجھ اُٹھانے کا کام کرتا ہوں

سندباد بولا، میں تم سے مل کر بہت خوش ہوا لیکن میں یہ چاہتا ہوں کہ ابھی تھوڑی دیر پہلے سڑک پر جو کچھ کہہ رہے تھے میرے سامنے پھر کہو۔

ہندباد نے اپنا سر جھکا کر کہا بات یہ ہے کہ گرمی کی شدّت اور بوجھ کی زیادتی کی وجہ سے میں پریشان ہو گیا تھا میری زبان سے اس وقت جو کچھ نکلا میری درخواست ہے کہ آپ اسے معاف کر دیں۔

سندباد نے جواب دیا، نہیں نہیں، یہ بات نہیں ہے، میں تم سے ناراض نہیں ہوں بلکہ مجھے تم پر افسوس ہوتا ہے، میرے خیال میں شاید تم یہ سمجھتے ہو کہ میں نے یہ تمام آرام اور دولت بغیر تکلیف کے حاصل کر لی ہے، مگر یہ تمہاری غلطی ہے میں اس رُتبہ پر برسوں کی جسمانی اور روحانی تکلیف کے بعد پہنچا ہوں، ایسی تکلیف کہ تم اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔

شاید تم نے میرے سات سمندری سفروں کے خطرات اور دشواریوں کا صحیح قصّہ نہیں سنا۔ اس وقت موقعہ ہے اس لئے میں تمہیں سناتا ہوں

سندباد کا پہلا سفر

سندباد نے کہنا شروع کیا، میرے باپ ایک دولت مند تاجر تھے۔ اپنے انتقال کے بعد انھوں نے میرے لئے بہت زیادہ اثاثہ چھوڑا جس کا بہت بڑا حصہ میں نے بے توقی سے جوانی کے زمانہ میں خرچ کر دیا۔ آخرکار مجھے اپنی حماقت کا احساس ہوا اور میں نے سوچا کہ میری یہ دولت ہمیشہ باقی نہیں رہ سکتی۔

اس لئے جو کچھ بچ رہا تھا میں نے سب کو جمع کیا اور اپنا تمام اسباب بازار میں سب سے زیادہ

بولی بولنے والے کے ہاتھ نیلام کر دیا۔ پھر میں نے کچھ تاجروں سے بات چیت کی جو سمندر کے راستے سے تجارت کرتے تھے۔ میں ان کے مشورہ پر بالسورا چلا گیا۔ یہ خلیج فارس میں ایک بندرگاہ ہے۔ یہاں سے میں کچھ تاجروں کے ساتھ جنھوں نے ایک جہاز کی تیاری میں میرے ساتھ شرکت کر لی تھی تجارت کے لئے روانہ ہو گیا۔

ہم نے جہاز کے لنگر اٹھا دیتے اور ایسٹ انڈیز کی طرف خلیج فارس میں سے ہو کر چلنے لگے۔ پہلے پہل مجھے سمندر کی بیماری سے پریشانی ہوتی لیکن جلد ہی اچھا ہو گیا اس کے بعد پھر مجھے اس کی شکایت نہیں ہوئی۔

سفر کے دوران میں ہم متعدد جزیروں میں رُکے ایک دن جب جہاز چل رہا تھا تو ہوا بند ہو گئی اور ہمارا جہاز ایک چھوٹے سے جزیرہ کے پاس رُک گیا۔ جزیرہ کی سطح پانی کی طرح ہموار اور سبزہ زار سے مشابہ تھی۔ جہاز کے کپتان نے بادبانوں کو لپیٹنے کا حکم دیدیا، اور جو لوگ جزیرہ پر اترنا چاہتے تھے انھیں اُترنے کی اجازت دیدی۔ اترنے والوں میں میں بھی تھا لیکن جس وقت ہم جزیرہ پر کھانے پینے میں مصروف تھے دفعتہً جزیرہ لرزنے لگا اور ہم سب بہت زیادہ ہل گئے۔

جو لوگ جہاز پر رہ گئے تھے وہ . . . . جزیرہ کو لرزتے ہوئے دیکھ کر ہمیں پکارنے لگے کہ فوراً جہاز پر سوار ہو جاؤ ورنہ ہم سب تباہ ہو جائیں گے۔ بات یہ تھی کہ جسے ہم نے جزیرہ سمجھا تھا وہ ایک بہت بڑی وہیل مچھلی کی پیٹھ تھی۔ جو لوگ بہت پھرتیلے تھے فوراً کشتی میں سوار ہو گئے۔ دوسرے تیرنے لگے، مگر میں اس وقت تک مچھلی کی پیٹھ پر ہی تھا کہ اس نے سمندر میں غوطہ لگایا اور مجھے صرف اتنا موقع ملا کہ میں نے لکڑی کے ایک ٹکڑے کا سہارا لے لیا جسے ہم جزیرہ پر توڑ کر آگ جلانے کے لئے لے آئے تھے۔

کپتان نے ان لوگوں کو جو کشتی میں سوار تھے اور کچھ تیرتے ہوؤں کو بٹھا لیا تھا کہ اسی وقت ہوا پھر چلنا شروع ہو گئی، اس لئے اس نے بادبان کھول کر جہاز کو روانہ کر دیا اور میں جہاز تک پہنچنے سے رہ گیا۔

اس طرح میں بے یار و مددگار لہروں کے رحم و کرم پر سمندر میں پڑا رہ گیا اور دن کا باقی تمام حصہ اور تمام رات جان بچانے کے لئے ہاتھ پیر مارتا رہا۔

دوسرے دن صبح کو میری قوت جواب دے چکی تھی، میں نے بچنے کی امید چھوڑ دی تھی کہ اتفاق سے ایک بڑی سی لہر کے زور سے میں ایک جزیرہ کے پاس جا پڑا۔

(باقی آئندہ)

جنگ کے ڈھنگ

(از سر برام صاحب سیٹھی پنڈی گھیپ)

ہوائی کشتی

شاد:- ابا جان کہتے ہیں ایک ہوائی جہاز ایسا بھی ہوتا ہے جو سمندر میں اُتر کر تیرتا رہتا ہے۔

باپ:- ہاں ایک ہوائی جہاز ایسا بھی ہوتا ہے۔ اسے ہوائی کشتی کہتے ہیں۔ یہ کشتی کچھوے کی مانند ہوتی ہے۔ اس پر دو پنکھے لگے ہوتے ہیں۔ ایک ہوا میں اڑنے کے لئے اور دوسرا پانی میں تیرنے کے واسطے۔

شاد:- یہ خوب ہے کہ ہوا میں اُڑ بھی سکتی ہے اور پانی میں تیر بھی سکتی ہے۔

باپ:- ہاں یہ ہوا میں بعض دوسرے ہوائی جہازوں سے بھی تیز پرواز کر سکتی ہے۔ اس کی رفتار عام طور پر دو سو میل فی گھنٹہ ہوتی ہے لیکن یہ کشتی ہوائی جہازوں کا تعاقب کرتی ہے تو اس کی رفتار ساڑھے تین سو میل فی گھنٹہ ہو جاتی ہے۔ اس کے پنکھوں کے درمیان بارہ انچ نالی کی ایک خوفناک توپ لگی ہوتی ہے۔ جب یہ جہاز کے قریب پہنچ جاتی ہے۔ تو توپ سے گولوں کی بارش شروع کر دیتی ہے۔ اس توپ سے ایک سکنڈ میں پچاس گولے نکل سکتے ہیں۔ جو بڑے خوفناک اور آگ لگا دینے والے ہوتے ہیں۔

شاد:- اگر کہیں یہ کئی ہوائی جہازوں میں گھر جاتی ہوگی تو کیا کرتی ہوگی؟

باپ:- ایسا اکثر ہوتا ہے کہ کئی کئی جہاز اس کو گھیر لیتے ہیں لیکن اس وقت یہ عجیب حرکت کرتی ہے۔ ایسی قلابازی کھاتی ہے کہ الٹی ہو کر چار سو میل فی گھنٹہ کی رفتار سے نیچے کو چلنے لگتی ہے۔ اور سمندر میں پہنچتے ہی کشتی بن کر تیرنے لگتی ہے۔ پھر اپنی توپوں سے ہوائی جہازوں پر گولے برسانے لگتی ہے۔ اور وہی جہاز جو اسے تباہ کرنے آتے ہی خود تباہ ہو جاتے ہیں۔ جب یہ ہوائی جہاز گر جاتے ہیں یا بھاگ جاتے ہیں تو کشتی پھر اوپر چڑھتی ہے۔ اور پانچ سیکنڈ میں ایک میل کے قریب اوپر چلی جاتی ہے۔ اگر اس موقعہ پر مشین گنوں سے بھی اس پر حملہ کیا جائے تو دو سیکنڈ سے زیادہ نہیں ہو سکتا۔

شاد:- تو یہ بہت وزنی ہوتی ہوگی؟

باپ:- وزنی نہیں ہلکی ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اتنی تیز رفتاری سے پرواز کر سکتی ہے۔ ویسے ایک کشتی کا وزن دو تین ٹن سے زیادہ نہیں ہوتا۔ لیکن بم اور بارود وغیرہ کا ذخیرہ رکھنے کے بعد کچھ بھاری ہو جاتی ہے اس میں صرف تین آدمی بیٹھ سکتے ہیں۔ ایک توپچی۔ ایک

. . . . ڈرائیور اور تیسرا امداد کے لئے۔
آجکل یہ کشتیاں امریکہ۔ روس۔ جاپان۔ برطانیہ جرمنی اور چین وغیرہ تمام ملکوں میں بڑی تیزی سے تیار کی جا رہی ہیں۔ ایسی ایک کشتی پر پچاس ہزار پونڈ صرف ہوتے ہیں۔

خبر رساں جہاز

شادو۔ ابا جان آج احمد کہہ رہا تھا کہ اس لڑائی میں خبر رساں جہاز بھی استعمال ہو رہے ہیں۔ یہ کیسے ہوتے ہیں۔

باپ:- اس نے ٹھیک کہا۔ خبر رساں ہوائی جہاز اس لڑائی میں بہت کام کر رہے ہیں۔ یہ جہاز کچھ زیادہ بڑے نہیں ہوتے لیکن رفتار میں بہت تیز ہوتے ہیں۔ چار سو میل فی گھنٹہ تک اڑ سکتے ہیں۔ ان میں عام طور پر دو آدمیوں کی جگہ ہوتی ہے۔ جن کی حفاظت کے لئے چھوٹی چھوٹی توپیں لگی ہوئی ہیں۔

شادو:- یہ خبر کیسے پہنچاتے ہیں؟

باپ:- ان جہازوں میں خاص قسم کے کیمرے ہوتے ہیں۔ جو راستے کی مشکلات اور رفتار کی تیزی کے باوجود فوٹو اتار لیتے ہیں۔ اس کے علاوہ خبریں وغیرہ پہنچانے کے لئے وائرلیس کا باقاعدہ انتظام ہوتا ہے۔ یہ اتنے تیز رفتار ہوتے ہیں کہ اگر اپنی پوری رفتار پر چلتے رہیں اور تیل وغیرہ لینے کے لئے نیچے نہ اتریں تو صرف تین دن میں دنیا کے گرد چکر لگا سکتے ہیں۔ ان جہازوں میں تیل کا کافی ذخیرہ ہوتا ہے۔ اور یہ پانچ میل کی بلندی تک پرواز کر سکتے ہیں۔

شادو:- ان کا کام کچھ اچھی طرح سمجھ میں نہیں آیا۔

باپ:- ان جہازوں کا کام یہ ہے کہ دشمن کے خفیہ اڈوں۔ قیام گاہوں۔ قلعوں۔ فوجوں اور جنگی سامان کا فوٹو لے کر صحیح حالات سے اپنے افسروں کو آگاہ کریں۔ جب یہ جہاز دشمن کے جنگی جہازوں کو دیکھتے ہیں۔ تو چپکے سے اُن کا پیچھا شروع کر دیتے ہیں۔ پہلے تو نہایت صفائی سے اُنکا فوٹو اتار لیتے ہیں۔ پھر اُن پر بمباری شروع کر دیتے ہیں۔

شادو:- ذرا سی دیر میں فوٹو لے کر افسر کو آگاہ کیسے کر دیتے ہیں۔ کیا اس میں وقت نہیں لگتا؟

باپ:- نہیں۔ کیونکہ اُن کے پاس جو کیمرے ہوتے ہیں۔ وہ بڑے قیمتی اور عمدہ ہوتے ہیں۔ ان سے دن۔ رات۔ دھوپ۔ بادل۔ دھند۔ اور کہر غرضکہ ہر حالت اور ہر وقت فوٹو لئے جا سکتے ہیں۔

(باقی آئندہ)

"سبکتگین اور ہرنی"

(از رحمت علی اکبرپوری جماعت ہشتم اسلامیہ ہائی اسکول انگل انبیا)

قریباً نو سو سال سے زیادہ عرصہ گزرا کہ افغانستان میں سبکتگین نام کا ایک سردار رہتا تھا۔ ایک دن وہ جنگل میں شکار کے لئے گیا۔ کیا دیکھتا ہے کہ ایک ہرنی گھاس چر رہی ہے۔ اُس کے پاس ہی ایک چھوٹا سا بچہ کھڑا ہے۔ سبکتگین نے گھوڑے کو ایڑ لگائی۔ اور دوڑ کر بچے کو پکڑ لیا اور اس کی ٹانگیں رسّی سے باندھ زین پر رکھ گھر کا رُخ کیا۔

جب وہ گھوڑے پر سوار گھر کو جا رہا تھا۔ تو اچانک اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا کہ بیچاری ہرنی مامتا کی ماری اس کے پیچھے پیچھے چلی آ رہی ہے۔ اور بے چین ہو کر درد بھری نگاہوں سے بچے کو دیکھ رہی ہے۔ اس حالت کو دیکھ کر سبکتگین سے رہا نہ گیا۔ اسی وقت بچے کو کھول کر رہا کر دیا۔ ماں اور بچہ دونوں باغ باغ ہو گئے۔ اور خوشی خوشی جنگل کی طرف چل دیئے۔

ہرنی ہر قدم پر پیچھے مڑ مڑ کر سوار کی طرف دیکھتی جاتی تھی۔ اس کی خوبصورت آنکھوں سے شکر و احسان اور محبّت کے آثار ٹپکتے تھے۔

ہرنی کے بچے کو چھوڑ کر سبکتگین کے دل کو اس قدر خوشی ہوئی گویا اسے بہت بڑا خزانہ مل گیا۔ جب وہ رات کو سویا۔ تو خواب میں کیا دیکھتا ہے کہ ایک بزرگ اس کے سرہانے کھڑے ہیں۔ اور یہ فرما رہے ہیں "سبکتگین! آج تو نے ہرنی کے بچے پر رحم کر کے اُسے چھوڑ دیا۔ تیرا یہ فعل خدا کے دربار میں بہت پسند کیا گیا۔ آج سے تیرے نام سلطنت کا فرمان لکھا گیا ہے کسی روز بادشاہ بنے گا۔ مگر دیکھ اس وقت بھی رعایا پر رحم کر کے خدا کی خوشنودی حاصل کرنا۔ کیونکہ اس دنیا اور آخرت میں رحم سے بڑھ کر کوئی اعلیٰ نیکی نہیں ہے۔

—— کچھ عرصے کے بعد سبکتگین کا مرتبہ اس قدر بڑھ گیا۔ کہ اس کی شادی ایک امیر کی لڑکی سے قرار پائی۔ جب وہ امیر فوت ہوا۔ تو سبکتگین اس کی بجائے تخت پر بیٹھا۔ اور بادشاہ بن گیا۔

دن کے وقت ستارے کیوں نظر نہیں آتے

(از رحمت علی اکبرپوری جماعت ہشتم)

غنچہ بھائیو! شاید تم یہ سمجھتے ہو گے کہ دن کو ستارے نہیں ہوتے۔ صرف رات کو نظر آتے ہیں لیکن یہ خیال غلط ہے۔ ستارے دن ہو یا رات ہر وقت آسمان پر چمکتے رہتے ہیں۔ اور ان کی شعاعیں ہمیشہ زمین پر پڑتی رہتی ہیں۔ اب تم یہ سوال کرو گے۔ کہ اگر ایسا ہے تو پھر دن کے وقت ہمیں ستارے نظر کیوں نہیں آتے؟ وجہ یہ ہے کہ جس طرح گیس کی تیز روشنی کے سامنے موم بتّی کی معمولی روشنی کی کوئی حقیقت نہیں ہوتی۔ اور بہت دور سے دیکھنے والوں کو یہی معلوم ہوتا ہے کہ کوئی

گیس جل رہا ہے۔ اسی طرح ستاروں کی معمولی روشنی سورج کی کئی کروڑ گنی زیادہ روشنی میں گم ہو جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ستارے دن کو نظر نہیں آتے۔

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اگر ہم دن کو ستارے دیکھنا چاہیں تو بہت ہی گہرے کنوئیں میں جھانکنے سے اس کی تہ میں ستاروں کو دیکھ سکتے ہیں۔ مگر یہ بھی غلط ہے۔ بہت دفعہ اس بات کو آزمایا گیا اور غلط پایا گیا۔

جب سورج کو گرہن لگتا ہے اور اس کی روشنی بہت کم ہو جاتی ہے۔ اس وقت اگر ہم غور سے آسمان کی طرف دیکھیں۔ تو ستارے نظر آ سکتے ہیں یا اس وقت بھی جبکہ آسمان پر سیاہ بادل چھائے ہوئے ہوں۔ کہیں کہیں ستارے نظر آئیں گے۔ مگر ایسا کبھی کبھی ہوتا ہے۔ ستاروں کی روشنی بہت لمبا راستہ طے کر کے ہماری آنکھوں تک پہنچتی ہے۔ اسے ہوا اور بادلوں میں سے گزرنا پڑتا ہے۔ کہر۔ دھند۔ بادل اور ہوا یہ سب ملکر ستاروں کو چھپا دیتے ہیں۔ اور بعض اوقات رات کو بھی نظر نہیں آتے۔ مگر اس بات کو ہمیشہ یاد رکھو کہ ستارے ہر وقت آسمان پر چمکتے ہیں۔

آگے کو بڑھتے جاؤ
پیچھے نہ مڑ کے دیکھو!
دیکھو! نہ روکے کوئی
سیلاب یہ تمہارا!
ہے کس کو تاب اس کی!!

ایک نہر کے کنارے

(از چندولال ٹیگور، گیا)

جوں ندی میں ہے یہ پانی — ہم میں بھی ہے روانی
اس کو نہیں ٹھہرنا — ہم کو بھی ہے گذرنا
یہ بڑھ کے ہوگا ساگر — ہم سے جہاں اُجاگر
ہم بڑھ رہے ہیں آگے — عالم یہ ہم سے جاگے
جذبہ مرا جواں ہے — اور جدوجہد رواں ہے

پھر روک لے گا کیونکر
ان تیزیوں کو کوئی
ہے کس کو تاب اسکی

مقصد مرا جگانا — بچھڑوں کو ہے بڑھانا
غفلت کو ہے مٹانا — تاریکیاں ہٹانا
حق کو بلند کرنا — باطل کو جڑ سے ڈھانا
ہم کو جناب! ہم کو — یہ سب ہے کر دکھانا
کوشش ہے اسکی جاری — منزل کو ہیں روانہ

اور کون ہے جہاں میں
جو روک لے گا ہم کو
ہے کس کو تاب اس کی

کچھ دن کے بعد چل کر — ہم ہی بنیں گے ہادی
ہے منحصر ہمیں پر — قومی غم اور شادی
ہم سے نجات سب کی — کشتی جدھر لگا دی
نظریں اُٹھا کے دیکھو — ٹیگور نے ندا دی

حیات انعامی معمہ (۱)

پہلا انعام ...... پانچ روپے
دوسرا انعام ...... تین روپے

حل بھیجنے کی آخری تاریخ ۲۵ر اکتوبر ہے۔

(حل بھیجو کا پتہ۔ سکندر حیات۔ ڈاکخانہ سدپور ضلع رنگپور بنگال)



دائیں سے بائیں

۲۔ ایک
۵۔ ایک مسلم نام
۷۔ ایک اشارہ
۸۔ اسم + ۹۔ اکائی کا ایک عدد
۱۰۔ ایک اناج جسکی شراب بھی بنتی ہے۔
۱۱۔ خوبصورت
۱۳۔ تو کی جمع یعنی جمع حاضر
۱۵۔ چاند

اوپر سے نیچے

۱۔ خدا
۳۔ ایک سوبیل
۴۔ ایک ملک کا نام
۶۔ ایک قیمتی پتھر۔
۹۔ بعض بچے بڑے ۔۔ ہوتے ہیں
۱۲۔ بیس دستوں کا بنڈل۔
۱۴۔ چالیس سیر کا ایک وزن

شرائط (۱) ایک حل کے ساتھ ۲ کے ٹکٹ بطور فیس داخلہ آنے ضروری ہیں۔ پانچ حلوں کی رعایتی فیس داخلہ آٹھ آنہ اور آٹھ حلوں کی فیس داخلہ ۱ر ہے۔ اس حساب سے جتنے حل چاہے بھیج سکتے ہیں (۲) یہ حل کسی سادہ کاغذ پر بھی بنا کر بھیجے جا سکتے ہیں (۳) حروف صاف اور روشن ہوں (۴) ایک خانے میں صرف ایک ہی حرف لکھا جائے (۵) ایک سے زائد صحیح حل موصول ہونے پر انعام برابر برابر تقسیم کر دیا جائے گا (۶) صحیح حل وہی ہو گا جو ایڈیٹر صاحب کے پاس رکھے ہوئے حل سے لفظ بلفظ ملے (۷) ایک غلط حرف سے اوپر نیچے یا ... دائیں سے بائیں ایک سے زیادہ لفظ غلط ہوں گے تو اتنی ہی غلطیاں شمار کی جائیں گی۔ صحیح حل کو
نوٹ:۔ اس معمہ کا صحیح حل اور انعام پانے والوں کے نام ۸ر نومبر کے پرچے میں شائع ہوں گے۔

دنیا میں سب سے زیادہ دلچسپ شکار رات کے وقت سانپ اور بچھوؤں کا شکار ہے۔ افریقہ کے ایک شہر میں سانپ بچھوؤں کی بڑی کثرت ہے جو لوگ ان کا شکار کرتے ہیں انھیں حکومت کی جانب سے انعامات دیئے جاتے ہیں۔ شکاری ایک لالٹین لے کر شب میں پرانے کھنڈروں اور قلعوں کی دیواروں سے سانپ و بچھو پکڑتے ہیں بچھو عموماً زندہ پکڑے جاتے ہیں۔ صرف ایک سال میں ۱۸۰،۰۰۰ بچھو اور ۵۲۵۰ سانپ پکڑے گئے تھے۔ بچھو تو مار ڈالے جاتے ہیں اور سانپوں کو دھنس و سارسوں کی غذا کے لئے رکھ لیا جاتا ہے۔

جواب صفحہ اول

۱۹	مینا	۹۵	روپیہ
۸۰	لال	۴	روپیہ
۱	طوطا	۱	روپیہ
۱۰۰		۱۰۰	

کشیدہ کاری

گلدستہ



(محمد رئیس بریلوی)

مسکراہٹ

قصائی۔ وکیل صاحب اگر کسی کا کتا میرا نقصان کرے تو اس کا معاوضہ کس سے لوں۔

وکیل صاحب۔ اس کے مالک سے

قصائی۔ تو مہربانی کرکے ایک روپیہ عنایت کیجئے کیونکہ آپ کا کتا میرے ایک روپیہ کا گوشت اٹھا لے گیا۔

وکیل صاحب (ایک روپیہ دیتے ہوئے) مگر جناب میرے دو روپیہ رائے دینے کی فیس دیجئے کیونکہ میں نے آپ کو ایک روپیہ دلوایا ہے۔

(مالک اپنے نوکر سے بگڑ کر) کیوں تم سے کل ہی کہدیا گیا تھا کہ تم اب کام پر نہ آنا پھر تم کیوں آئے

(نوکر) حضور گستاخی معاف کام پر نہیں آیا ہوں بلکہ حضور کے مکان پر آیا ہوں۔

باپ بیٹے سے۔ بیٹا اگر میں مرجاؤں تو تمہیں خوشی ہوگی یا رنج۔

بیٹا۔ رنج اور خوشی دونوں۔ رنج اس واسطے ہوگا کہ گھر کا کام سب مجھ کو کرنا پڑے گا۔ اور خوشی اس واسطے ہوگی کہ کوئی کھیلنے سے روکنے والا نہ رہے گا۔ (محمد شاہد علی خاں شاہجہانپور)

معلومات

دنیا کے مشہور شہروں کی آبادی

لندن	۸۰۰۰۰۰۰	نیویارک	۷۰۰۰۰۰۰
پیرس	۴۰۰۰۰۰۰	ٹوکیو	۲۹۰۰۰۰۰
برلن	۴۰۰۰۰۰۰	شکاگو	۳۱۵۲۶۸۳
وائنا	۲۰۲۱۰۰۰	لینن گراڈ	۲۲۰۰۰۰۰
قسطنطنیہ	۱۳۰۰۰۰۰	اوساکا	۱۲۵۰۰۰۰
فلپائن	۱۳۵۰۰۰۰	واشنگٹن	۱۲۴۴۰۰۰
ماسکو	۱۰۵۰۰۰۰	سمرنا	۳۵۰۰۰۰
اسکندریہ	۲۵۰۰۰۰	سنگاپور	۳۰۲۳۲۱
طہران	۳۰۰۰۰۰	بغداد	۱۵۰۰۰۰
روما	۵۳۰۰۰۰	دمشق	۳۲۰۰۰۰
کابل	۱۵۰۰۰۰	بوڈاپسٹ	۹۰۰۰۰۰

عام طور سے ریشمی کپڑے خراب ہونے کے بعد ناکارہ سمجھکر ضائع کردیئے جاتے ہیں لیکن جرمنی میں پرانے ریشمی کپڑوں سے روزانہ کئی ہزار پونڈ شکر نکالی جاتی ہے جس کارخانہ میں یہ شکر تیار کی جاتی ہے وہ پرانے پھٹے چھیتڑے خریدتا ہے اور انہیں صاف کرکے ایک کیمیائی مرکب کے ذریعہ ان . . . سے شکر نکالتا ہے جو انگور کی شکر کی طرح ہوتی ہے اور کھانے پینے میں استعمال ہوتی ہے۔

(سعید پریس بجنور میں باہتمام محمد مجید حسن پرنٹر و پبلشر چھپکر شائع ہوا)